بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
یا اللہ ﷻ
یا رسول اللہ ﷺ

دار الافتاء النور

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

Noor Masjid Kagzi Bazar
Mithadar, Karachi.
www.ishaateislam.net
021-32439799

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ جلیل القدر بدری صحابی حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ترکہ وقتِ انتقال کتنا تھا؟

اس حوالے سے سوشل میڈیا پر اکثر غیر مصدَّقہ مواد شیئر کیا جاتا ہے، جس میں ان کی دولت کا موجودہ ارب پتی لوگوں سے موازنہ کر پیش کیا جاتا ہے۔ مثلاً:

When Hazrat Abdul-Rahman ibn Auf died, his net worth valued in Gold Coins was 3.1 billion Islamic dinars; Islamic Dinar = 4.25 grams of gold per coin

If the whole wealth is converted into USD, then the calculation of net worth of Hazrat Abdul Rahman ibn Auf is: 4.25 X 3,103,000,000 X 70 = USD 923 billion.

As of March 2024, Elon Musk is the richest person in the world, with a total net worth of $215 billion, while Abdul Rahman ibn Auf's was $923 billion.

اس کی کیا صداقت ہے؟ کیا حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اتنے مالدار تھے؟ اور آپ کی معاشی سرگرمیاں کیسی تھیں؟ اسلام مال کے حصول، جمع اور خرچ سے متعلق کیا رہنمائی فراہم کرتا ہے؟ **(سائل: عبد اللہ۔ معرفت: مفتی عبد الرحمٰن صاحب، ملاوی افریقہ)**

باسمه تعالى و تقدّس الجواب:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سرورِ دوعالم ﷺ کے تربیت یافتہ وہ باکمال نُفُوسِ قُدسیہ ہیں جو اپنی مثال نہیں رکھتے۔ ان کی دُنیاوی مشغولیت میں بھی ہمیشہ اِخلاص، تقویٰ اور رضاءِ الٰہی پیش نظر رہے۔ اِن حضرات کی مالداری کا موازنہ موجودہ دور کے کسی عام ارب پتی شخص کی دولت سے ہرگز ممکن نہیں کیونکہ صحابہ کے مقاصد اور طرزِ تموّل اِن سے بالکل جُدا تھے۔ صحابہ رضی اللہ

عنہم کی دولت ذاتی راحت وآسائش کے لیے نہ تھی، بلکہ جو صحابی جس قدر زیادہ دولت مند تھے، اُسی قدر اُن کا دستِ کرم زیادہ کشادہ تھا۔ **ذیل میں حضرت عبدالرّحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی معاشی زندگی کا خلاصہ پیش کیا جارہا ہے۔**

سیّدٌ مِنْ سَاداتِ المُسلمِین، أمِینٌ فِي السّمَاءِ وأمِینٌ فِي الأرض، **حضرت عبدالرحمن بن عوف** بن عبد عوف القرشی رضی اللہ عنہ، جنابِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام قبول کرنے والے ابتدائی صحابہ میں سے ہیں۔

آپ بدری صحابی اور جنت کی بشارت پانے والے دس صحابہ (عشرہ مبشرہ) میں بھی شامل ہیں۔ پہلے حبشہ پھر مدینہ منوّرہ کی جانب ہجرت کرنے والے اَجلّہ صحابہ کرام میں بھی آپ کا شمار ہوتا ہے۔

(**الاستيعاب في معرفة الأصحاب لإبن عبد البر**، حرف العين، باب عبد الرحمن، (1447) عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف،2/ 850-844، الناشر: دار الجيل، بيروت،الطبعة: الأولى، 1412 هـ - 1992 م)

- ## ہجرت کے بعد آغازِ تجارت وزراعت اور اس میں عروج:

امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ أَنَسٍ: قَالَ» :قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَآخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ، فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، دُلَّنِي عَلَى السُّوقِ، فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ، فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَهْيَمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: فَمَا سُقْتَ فِيهَا فَقَالَ: وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.«

(صحيح البخارى ، كتاب مناقب الأنصار، باب: كيف آخى النبي ﷺ بين أصحابه، برقم 3937، الطبعة: السلطانية، بالمطبعة الكبرى الأميرية، ببولاق مصر، 1311 هـ، بأمر السلطان عبد الحميد الثاني)

یعنی: ”آپ جب مکّہ مکرّمہ سے ہجرت فرماکر مدینہ پاک پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن الربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے بھائی چارہ کرادیا، انہوں نے اپنا نصف مال واہل دینے کی پیشکش کی، لیکن حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ”خدا تمہارے مال اور اہل وعیال میں برکت دے، مجھے صرف بازار دکھادو“۔ وہاں سے کچھ گھی اور پنیر میں نفع ملا۔ چند دنوں کے بعد انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ان کے کپڑوں پر (خوشبو کی) زردی کا نشان ہے تو آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا عبدالرحمٰن یہ کیا ہے؟" عرض کی "ایک انصاریہ سے شادی کرلی ہے۔" سوال ہوا: "مہر کس قدر ادا کیا؟" عرض کی "ایک کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا" حکم ہوا "تو پھر ولیمہ کرو، اگرچہ ایک بکری ہی سہی۔"

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے کاروبار میں، نبی پاک ﷺ کی دعاء کے طفیل اللہ نے غیر معمولی برکت عطاء فرمائی تھی۔

چناچہ ابو عبداللہ محمد بن سعد زہری (متوفیٰ 230ھ،) لکھتے ہیں کہ: قَالَ عَبدُ الرَّحمٰن: فَلَقَد رَأَيتُنِي وَلَو رَفَعتُ حَجَراً رَجَوتُ أن أُصِيبَ تَحتَه ذَهباً أو فِضّةً. (**الطبقات الكبرى لإبن سعد، الصحابة**، الطبقة الأولى: أهل بدر، طبقات البدريين من المهاجرين، ومن بني زهرة بن كلاب بن مرة، 38 - عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف، 3/ 101-91، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى، 1410 هـ - 1990 م)

یعنی: حضرت عبدالرحمن بن عوف فرماتے ہیں کہ: "میں نے خود کو دیکھا، اور اگر میں نے ایک پتھر بھی اُٹھایا تو مجھے امید تھی کہ اس کے نیچے سونا یا چاندی ملے گا۔"

انہوں نے اس قدر ترقی کی کہ عظیم الشان دولت کے مالک ہو گئے۔ **تجارت اِن کا اصلی ذریعہ معاش تھا، اس کے ساتھ زراعت اور مویشیوں کا کاروبار بھی نہایت وسیع پیمانہ پر قائم ہو گیا تھا،**

چنانچہ ابو عمر یوسف بن عبداللہ المعروف ابن عبد البر (متوفیٰ: 463ھ۔) لکھتے ہیں کہ:

قَالَ أَبُو عُمَر: كَان تَاجِراً مَجدُوداً فِي التِّجَارَةِ، وكَسَبَ مَالاً كَثِيراً، وَخَلَّفَ ألف بَعِيرٍ وَثَلاثَة آلافٍ شَاة، وَمِائة فَرس تَرعَى بِالبَقِيع، وَكَان يَزرَع بِالجُرُفِ عَلى عِشرِينَ نَاضِحاً، فَكَانَ يَدخُل مِنهُ قُوتَ أهلِه سَنَةً. (**الاستيعاب في معرفة الأصحاب لإبن عبد البر**، حرف العين، باب عبد الرحمن، (1447) عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف، 2/ 847، الناشر: دار الجيل، بيروت، الطبعة: الأولى، 1412 هـ - 1992 م)

یعنی: ابو عمر نے کہا: وہ ایک کامیاب تاجر تھے، انہوں نے بہت سارا مال کمایا، اور ایک ہزار اونٹ، تین ہزار بھیڑیں، اور ایک سو گھوڑے چھوڑے جو بقیع میں چرتے تھے، اور مقام "جرف" کے کھیتوں میں بیس اونٹ آب پاشی کا کام کرتے تھے۔، تو اس سے اس کے اہل و عیال کا سال بھر کا اناج حاصل ہوتا تھا۔

- **فیاّضی اور اِنفاق فی سبیل اللہ کی کثرت:**

صحابہ رضی اللہ عنہم کی دولت ذاتی راحت وآسائش کے لیے نہ تھی، بلکہ جو جس قدر زیادہ دولت مند تھا اسی قدر اُن کا دستِ کرم زیادہ کشادہ تھا، حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کی فیاضی اور اِنفاق فی سبیل اللہ کا سلسلہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری ہی سے شروع ہو چکا تھا اور وقتاً فوقتاً قومی ومذہبی ضروریات کے لیے گراں قدر رقمیں پیش کیں۔

خیرات وصدقات کا یہ حال تھا کہ:

۱۔ ایک موقع پر حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال یعنی چار ہزار پیش کیے، پھر دو دفعہ چالیس چالیس ہزار دینار وقف کیے، اسی طرح جہاد کے لیے پانچ سو گھوڑے اور پانچ سو اونٹ حاضر کیے۔

۲۔ ایک دفعہ ان کا تجارتی قافلہ مدینہ آیا تو اس میں سات سو اونٹ پر صرف گیہوں، آٹا اور دوسری اشیائے خوردنی لدی ہوئی تھیں، اس عظیم الشان قافلہ کا تمام مدینہ میں شُہرَہ ہو گیا۔۔ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہو کر عرض کی "میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ پورا قافلہ مع اسباب وسامان، بلکہ اونٹ اور کجاوہ تک راہِ خدا میں وقف ہے۔"

۳۔ ایک ہی دن میں تیس تیس غلام آزاد کر دیتے تھے۔

۴۔ ایک دفعہ انہوں نے اپنی ایک زمین چالیس ہزار دینار میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فروخت کی اور سب راہِ خدا میں دے دیا۔

مأخوذ مِن: (**أسد الغابة في معرفة الصحابة**، باب العين، باب العين والباء، ٣٣٦٤ - عبد الرحمن بن عوف، 3/ 379-376 ، ط: دار الفكر – بيروت، 1409 هـ - 1989 م) ؛ (**الطبقات الكبرى لإبن سعد، الصحابة**، الطبقة الأولى: أهل بدر، طبقات البدريين من المهاجرين، ومن بني زهرة بن كلاب بن مرة، ٣٨ - عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف، 3/ 101-91، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة الأولى، 1410 هـ - 1990 م)

الغرض، فیاضی اور اِنفاق فی سبیلِ اللہ کا یہ سلسلہ آخری لمحۂ حیات تک قائم رہا۔

• وفات کے پہلے کی فیاضی اور اِنفاق فی سبیل اللہ

۱۔ پچاس ہزار دینار اور ایک ہزار گھوڑے راہِ خدا میں وقف کئے۔

۲۔ نیز بدر میں جو صحابہ رضی اللہ عنہم شریک ہوئے تھے اور اِس وقت تک موجود تھے، ان میں سے ہر ایک کے لیے چار چار سو دینار کی وصیت کی، بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت ایک سو اصحاب بدر حیات تھے۔

مأخوذ مِن: (**أسد الغابة في معرفة الصحابة**، باب العين، باب العين والباء، ٣٣٦٤ - عبد الرحمن بن عوف، 3/ 379-376 ، ط: دار الفكر – بيروت، 1409 هـ - 1989 م)

۳۔ اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کے لیے بھی ایک باغ کی وصیت کی جو چار لاکھ درہم میں فروخت ہوا، نیز اس سے پہلے مختلف موقعوں پر بڑی بڑی رقمیں پیش کیں، ایک دفعہ ایک جائیداد پیش کی جو چالیس ہزار دینار میں فروخت ہوئی تھی، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کیلئے بطریق تشکر اور دعا فرمایا کرتی تھیں، خدا ابن عوف کو سلسبیلِ جنت سے سیر اب کرے۔

مأخوذ مِن: (**الطبقات الكبرى لإبن سعد، الصحابة**، الطبقة الأولى: أهل بدر، طبقات البدريين من المهاجرين، ومن بني زهرة بن كلاب بن مرة، ٣٨ - عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف، 3/ 101-91، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة الأولى، 1410 هـ - 1990 م)

• وسیع تجارت وکاشتکاری کے باوجود سادگی، عبادات، تفقہ اور خشیت الٰہی کا عالَم!

امام ابو الفضل احمد بن علی المعروف ابنِ حجر عسقلانی (متوفی 852ھ۔) لکھتے ہیں:

كَانَ عَبدُ الرَّحمٰن مِمّن يُفتي عَلٰى عَهدِ رَسُولِ الله ﷺ، رَواه الوَاقدِي.

وَقَالَ ابنُ المبَارك فِي «الزُّهد»: ..كَانَ عَبدُ الرّحمٰن يَصَلّي قَبلَ الظُّهرِ صَلاةً طَوِيلَةً، فَإذَا سَمِعَ الأذانَ شَدّ عَلَيه ثِيَابَه وخَرَجَ.

إسْتَخلفَ عُمَرُ عَبدُ الرّحمٰن بن عَوفٍ عَلى الحَجّ سَنَة ولي الخِلاَفَة، وَصَلّى رَسُولُ الله ﷺ خَلفَهُ فِي سَفرة سَافَرهَا رَكعةً مِن صَلَاةِ الصُّبْحِ.

(**الإصابة في تمييز الصحابة**، تتمة حرف العين المهملة، تتمة القسم الأول من حرف العين، تتمة العين بعدها الباء، ذكر من اسمه عبد الرحمن، ٥١٩٥- عبد الرحمن بن عوف، 4/ 291، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة الأولى - 1415 هـ)

حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ اُن صحابہ میں تھے جو نبی علیہ السّلام کے زمانے میں لوگوں کو شرعی مسئلہ (فتویٰ) بتایا کرتے تھے۔

حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نماز ظہر سے پہلے طویل نماز (نوافل) پڑھتے تھے۔ جب اذان سنتے تو کمر بستہ ہو جاتے اور (فوراً) نماز کیلئے نکل جاتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسند نشینِ خلافت ہوئے تو اُس سال امارتِ حج کی خدمت بھی حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کے سپرد فرمائی۔ اور اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے ایک سفر میں آپ کے پیچھے فجر کی ایک رکعت بھی ادا فرمائی ہے۔

حد درجہ فیاضی کے باوجود ہر وقت یہ فکر دامن گیر رہتی تھی کہ کہیں اس قدر تموُّل آخرت کے لیے مُوجِبِ نقصان نہ ہو۔

چنانچہ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ المعروف ابن عبد البر (متوفیٰ:463ھ۔) لکھتے ہیں کہ:

عَن أمّ سَلَمة، قَالَ: دَخَل عَليها عَبَدُ الرّحمٰن بنِ عَوفٍ، قَالتْ: فَقَالَ يَا أُمَّهْ قَدْ خِفتُ أَنْ يُهلِكَنِي كَثرَةُ مَالِي، أنَا أَكثَرُ قُرَيشٍ مَالًا، قَالَتْ: يَا بُنَيَّ أَنْفِقْ. (الاستيعاب في **معرفة الأصحاب لإبن عبد البر**، حرف العين، باب عبد الرحمن، (1447) عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف،2/ 850-844، الناشر: دار الجيل، بيروت،الطبعة: الأولى، 1412 هـ - 1992 م)

یعنی: ایک دفعہ اُمّ المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر گزارش کی، "اماں! مجھے خوف ہے کہ کثرتِ مال مجھے ہلاک کر دے گی، میں قریشیوں میں سے سب سے زیادہ مالدار ہوں"۔ ارشاد ہوا بیٹا! راہِ خدا میں صرف کرو۔

وصیّتِ مال اور وقف کے بعد بچنے والے آپ کے ترکہ کا تخمینہ:

اس قدر فیاضی اور انفاق فی سبیل اللہ کے باوجود وہ اپنے وارثوں کے لیے نہایت وافر دولت چھوڑ گئے، چنانچہ امام ابو الحسن علی بن محمد عز الدین ابن اثیر (متوفیٰ:630ھ) لکھتے ہیں:

وَخَلّفَ مَالاً عَظِيماً، مِنْ ذَلِكَ ذَهَبٌ قُطِعَ بِالفُئُوسِ حَتَّى مَجَلَتْ أَيدِي الرِّجالِ، وَتَرَكَ أَلفَ بَعِيرٍ وَمِائَةَ فَرَسٍ، وَثَلَاثَةَ آلَافِ شَاةٍ تَرْعَى بِالْبَقِيعِ وَكانَ لَه أربَعَ نِسوَة، أخرَجَتْ إمرأةٌ بِثَمانِينَ ألفاً- يَعنِي صُولِحَتْ. (**أسد الغابة في معرفة الصحابة**، باب العين، باب العين والباء، ٣٣٦٤ - عبد الرحمن بن عوف، 3/ 379-376 ، ط: دار الفكر - بيروت، 1409 هـ - 1989 م)

یعنی: آپ نے عظیم مال چھوڑا، اس میں سے سونے کی (اینٹیں اتنی بڑی بڑی تھیں کہ) کلہاڑی سے کاٹ کاٹ کر تقسیم کی گئیں، اور کاٹنے والوں کے ہاتھ میں آبلے پڑ گئے، (جائیداد غیر منقولہ اور نقدی کے علاوہ) ایک ہزار اونٹ اور سو گھوڑے اور تین ہزار بکریاں چھوڑیں جو بقیع میں چرتی تھیں۔ ان کی چار بیویاں تھیں، ان میں سے ایک نے بطور صلح اسّی ہزار دینار پائے۔

امام ابو عبد اللہ **محمد** بن سعد زہری (متوفٰی 230ھ،) لکھتے ہیں کہ:

سَمِعتُ أَبَا صَالِحٍ قَالَ: مَاتَ عَبدُ الرّحمٰن بنُ عَوفٍ وَتَركَ ثَلاثَ نِسوَة فَأصابَ كُلّ وَاحِدة مِمّا تَركَ ثَمانُونَ أَلفاً ثَمانُونَ أَلفاً....صَالح بن إبرَاهِيم بنِ عبد الرّحمٰن بنِ عَوفٍ قَالَ: أَصَابَ تُمَاضِرُ بِنْت الأَصْبَغِ رُبْعَ الثُّمُن فأخرَجتْ بِمائَة أَلف وَهي إحدَى الأربعِ. (**الطبقات الكبرى لإبن سعد، الصحابة**، الطبقة الأولى: أهل بدر، طبقات البدريين من المهاجرين، ومن بني زهرة بن كلاب بن مرة، ٣٨ - عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف، 3/ 101-91، دار الكتب العلمية — بيروت، الطبعة الأولى، 1410 هـ - 1990 م)

یعنی: حضرت عبد الرحمن بن عوف کا وصال ہوا تو ورثاء میں تین ازواج کو چھوڑ گئے اور اِن میں سے ہر ایک کو اسّی، اسّی ہزار کا ترکہ ملا.... تماضر بنت الاصبغ کو آٹھویں حصّے کا ایک چوتھائی ملا، تو ایک لاکھ کا حصہ لے کر گئیں، حالانکہ وہ چار میں سے ایک زوجہ تھیں۔

- **ترکہ کا موجودہ تخمینہ:**

ایک مثقال (شرعی دینار) سونے کا حساب دیکھیں تو 4.374 گرام بنتا ہے۔

ایک زوجہ کا 80 ہزار دینار مان کر ترکہ کا آٹھواں حصّہ 80 ہزار ضرب چار ازواج یعنی: تین لاکھ بیس ہزار دینار بنا۔

تین لاکھ بیس ہزار دینار اگر ترکہ کا آٹھواں حصہ قرار پایا تو، **کُل ترکہ: پچیس لاکھ ساٹھ ہزار دینار ہوا۔** یعنی 11197 کلو سونا۔

آج 3 فروری ۲۰۲۵ کو ایک گرام سونا تقریباً: 90 امریکی ڈالر کا ہے۔ یعنی ۹۰ ہزار امریکی ڈالر کا کلو۔

اس حساب سے ترکہ کی نقد رقم: ایک ارب ستتر لاکھ تیس ہزار ڈالر؛

یعنی: تقریباً ایک بِلین ڈالر (1.007 Billion USD) بنی۔

ممکن ہے کہ مویشی اور گھوڑے اس کے علاوہ ہوں۔

جیسا کہ اوپر مذکور ہے کہ جو مال آپ نے زندگی میں راہِ خدا میں خرچ کیا اور آگے بھیج دیا وہ اس کے علاوہ ہے۔ مثلاً: آپ نے سات سو اونٹ مع ساز و سامان، ایک ہزار گھوڑے، ایک لاکھ تیس ہزار دینار سونا، چار لاکھ دراہم چاندی وغیرہ راہِ خدا میں دیئے۔

الغرض، جو تخمینہ آپ رضی اللہ عنہ کے مال کا سائل نے بھیجا ہے وہ سوشل میڈیا کے غیر مُصدّقہ منقول اور بلا حوالہ پیغامات (unauthentic non verified forwarded messages) کا نتیجہ ہیں۔

اور یہ پوسٹ کُتُبِ سوانح و تاریخ میں موجود مُستند روایات کی روشنی میں مبالغہ پر مبنی ہے اور دُرست نہیں۔

- **مال کے حصول اور جمع سے متعلق شریعت کی رہنمائی:**

حلال مال کمانا: یاد رہے کہ آدمی پر کم از کم اتنا کمانا فرض ہے جو اُس کے لئے، اُس کے اہل و عیال کے لئے، اور اُن لوگوں کیلئے کفایت کر سکے جن کا نفقہ اُس کے ذمہ واجب ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی قرض ہے تو اس کی ادائیگی کے لئے اور بوڑھے ماں باپ اگر تنگ دست ہیں تو ان کے لئے بھی قدرِ کفایت کمانا فرض ہے۔(الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية: باب الخامس العشر في الكسب،5/ 348، ط: المطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر، الطبعة الثانية، 1310 هـ)

اَحادیثِ مبارکہ سے یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ اہل و عیال کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے رزقِ حلال کمانا بہت فضیلت والا عمل ہے بلکہ ایسا شخص راہِ خدا میں شمار کیا جاتا ہے اور ایک روایت کے مطابق اُس کا یہ عمل بروزِ قیامت سب اَعمال سے پہلے میزان میں رکھا جائے گا۔(السنن الكبرى للبيهقي، كتاب السير، باب الرجل لا يجد ما ينفق، 9/ 43، برقم:17824، ط: دار الكتب العلمية، بيروت ، الطبعة: الثالثة، 1424 هـ - 2003 م)؛ (المعجم الأوسط للطبراني، باب الميم، من اسمه محمد،برقم:6135، ط: دار الحرمين – القاهرة، الطبعة 1415 هـ - 1995 م)

حلال مال جمع کرنا: مال جمع کرنا اور بعد وفات چھوڑ جانا حلال اور مباح ہے، مذمُوم نہیں جبکہ اس کے حُقوق ادا کئے جائیں۔ یہ کنز میں داخل نہیں جس کی قرآن میں مذمّت آئی ہے۔ عیال کے لیے اتنا پس انداز (saving) کرنا کہ اگر یہ مر جائے تو وہ اِس مال سے فائدہ اُٹھائیں اور انھیں بھیک نہ مانگنی پڑے افضل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **"تیرا، وُرثاء کو غنی چھوڑنا اس سے کہیں بہتر ہے کہ محتاج میں لوگوں سے مانگتے پھریں۔"** (صحيح البخاري ،كتاب النفقات، برقم:5354، 7/ 62، الطبعة: السلطانية، بالمطبعة الكبرى الأميرية، ببولاق مصر، 1311 هـ، بأمر السلطان عبد الحميد الثاني)

حلال مال سے زکوٰۃ دینا، صدقات وخیرات کرنا، حج اور قربانی ادا کرنا، قرض اور مصیبت میں پھنسے لوگوں کی امداد کرنا، رشتہ داروں کے ساتھ صِلہ رحمی، اِشاعتِ دین اور جہاد وغیرہ جیسے نیک اُمور انجام دیئے جاتے ہیں۔ اچھے کاموں کا ذریعہ بھی اچھا ہوتا ہے۔

حلال رزق رب تعالیٰ کا فضل ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان حنفی ماتریدی، متوفٰی:1340ھ لکھتے ہیں:

"سیّدنا ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مولیٰ جلاوعلانے اَموال عظیمہ عطا فرمائے تھے، ایک روز نہا رہے تھے کہ آسمان سے سونے کی ٹیریاں (ٹڈیاں) برسیں، ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام چادر میں بھرنے لگے، رب عزوجل نے ندا فرمائی: يَا أَيُّوبُ، أَلَمْ أَكن أغنيك عَمَّا تَرَى: "اے ایوب! جو تمھارے پیشِ نظر ہے کیا میں نے تمھیں اس سے بے پرواہ نہ کیا تھا؟ عرض کی: بَلَى يَا رَبِّ، وَلَكِن لا غِنى لِي عَن بَرَكَتِكَ ، ضرور غنی کیا تھا تیری عزت کی قسم! مگر مجھے تیری برکت سے تو بے نیازی نہیں۔ رواه البخاری واحمد والنسائی عن أبی هريرة رضی الله عنه (صحيح البخاري ،كتاب أحاديث الأنبياء، باب: قول الله تعالى:وأيوب إذ نادى ربه الخ)،برقم:3391، 4/ 151، الطبعة: السلطانية، بالمطبعة الكبرى الأميرية، ببولاق مصر، 1311 هـ، بأمر السلطان عبد الحميد الثاني)؛ (فتاویٰ رضویہ، کتاب الجنائز، 9/607، ط: رضا فاؤنڈیشن)

اس کے برعکس: کسبِ حرام اور مال کے حقوق ادا نہ کرنا ممنوع اور مذموم ہے۔ آج کے دور میں مال کمانے اور حاصل کرنے میں شرعی اصول اور اَحکام کا لحاظ نہیں رکھا جاتا ہے۔ حلال و حرام کی تمیز نہیں ہوتی حتی کہ نماز، روزہ اور دیگر فرائض کی ادائیگی میں غفلت اور سستی ہو جاتی ہے نیز مال حاصل کرنے کے لیے سُودی کاروبار، جُوا، سٹّہ، چوری، ڈاکہ، لُوٹ کھسوٹ، اور دیگر ناجائز ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح خرچ کرنے میں بھی بے اعتدالی ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مال واَسباب کی کثرت سے مالداری نہیں ہوتی بلکہ (اصل) مالداری تو دل کا غنی ہونا ہے، خدا کی قسم! مجھے تمہارے بارے میں محتاجی کا خوف نہیں ہے لیکن مجھے تمہارے بارے میں اس بات کا خوف ہے کہ تم کثرتِ مال کی ہَوس میں مبتلا ہو جاؤ گے"
(مُسنَد الإمام أحمد بن حنبل، مُسنَد أبي هريرة ، 16/ 562، برقم: 10958، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، 1421 هـ - 2001 م)

حضرت کعب بن مالک سے مروی ہے، حضورِ اَقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"دو بھوکے بھیڑیئے جو بکریوں میں چھوڑ دیئے جائیں وہ ان بکریوں کو اس سے زیادہ خراب نہیں کرتے جتنا مال اور عزت کی حرِص (لالچ) انسان کے دِین کو خراب کر دیتی ہے۔(سنن الترمذي، كتاب الزّهد، برقم:2376، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر،الطبعة الثانية، 1395 هـ - 1975 م)
اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو مال کی حرص اور ہَوس سے محفوظ فرمائے، آمین۔

• مسلمانوں خصوصاً علماء کیلئے موجودہ دور میں مال کی ضرورت اور اہمیت:

روایت ہے حضرت سفیان ثوری سے فرماتے ہیں کہ: گزشتہ زمانہ میں مال ناپسند تھا۔ لیکن آج مال مؤمن کی ڈھال ہے، ایک شخص حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری علیہ الرحمہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے ابو عبد اللہ! آپ بھی اپنے پاس دینار رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: چپ ہو جا۔ اگر یہ دینار نہ ہوتے تو یہ بادشاہ ہمیں اپنے ہاتھوں کا رومال بنا لیتے۔ آپ نے مزید فرمایا: "جس کے پاس درہم و دینار ہوں وہ انہیں اور زیادہ کرے کیونکہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ جب بندہ محتاج ہوتا ہے تو سب سے پہلے اپنا دین خرچ کرتا ہے۔" (مشکوۃ، شرح السنۃ، حلیۃ الاولیاء)
اس کے تحت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی (متوفیٰ: 1391ھ) لکھتے ہیں:
یعنی اگر میرے پاس دولت نہ ہوتی تو مجھے حُکّام (حُکمران اور طاقتور لوگ) رُومال کی طرح استعمال کرتے کہ اپنی گندگی مجھ سے صاف کرتے، مجھے پیسوں کا لالچ دے کر غلط فتویٰ لیتے اور میرے فتووں سے اپنے ظلم جائز کرا لیا کرتے۔۔ دیکھ لو غریب مسلمانوں سے مال کے ذریعہ جھوٹی گواہیاں۔۔۔ بلکہ قتل و خون کرائے جاتے ہیں اور غریب علماء سے پیسہ کے ذریعہ غلط فتوے

لکھوائے جاتے ہیں، غریب اِماموں سے پیسہ دے کر ناجائز نکاح پڑھوائے جاتے ہیں، "متھرا آگرہ" کے علاقہ میں ہزار ہا غریب مسلمانوں کو پیسہ دے کر ہندو بنالیا گیا۔ یہ فرمان بالکل درست ہے۔(مرآۃ المناجیح،کتاب الرقاق، رقم الحدیث:133، 7/133)

لہذا مسلمانوں کا اپنی دِینی ذمہ داریوں سے غافل ہوئے بغیر، حرام اور فضول خرچی سے بچتے ہوئے، مالِ حلال کمانا، جمع کرنا اور اس کے شرعی حقوق ادا کرتے ہوئے اچھے مقاصد کے لئے مال بڑھانے کی سَعی کرنا اچھا اور مطلوب ہے اور مذموم نہیں۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ (ﷺ) أعلم بالصواب

کتبہ:

أبو اللّیث محمد طاہر قادری

(المُتَخَصّص فی الفِقہِ الإسلامی)

بـ دار الإفتاء النّور،

جمعیة اشاعة أهل السنّة (باكستان)، كراتشی

TF-2070

الجواب صحیح

الدکتور المفتی محمد عطاء اللّٰہ النّعیمی

شیخ الحدیث جامعة النّور ورئیس دار الإفتاء النّور

جمعیة إشاعة أهل السنة (باكستان)، كراتشی

۳۔ فروری ۲۰۲۵ء بمطابق: ۳۔ شعبان المعظم ۱۴۴۶ھ۔

3RD February 2025 C.E

3RD, Shaaban ul Muazzam 1446 A.H.

الجواب صحیح

المفتی محمد جنید العطاری النّعیمی

دار الإفتاء

جمعیة إشاعة أهل السنة (باكستان)

الجواب صحیح

أبو الضیاء المفتی محمد عرفان المدنی النّعیمی

دعا مسجد، آگرہ تاج کالونی، کراتشی

الجواب صحیح

المفتی عبدالرحمن القادری

دار الإفتاء غریب نواز

لمبی جامع مسجد، ملاوی وسطی، افریقه

الجواب صحیح

المفتی شہزاد العطاری المدنی

دار الإفتاء

جمعیة إشاعة أهل السنة (باكستان)، كراتشی